ڈاکٹر اسرار احمد

اُتْلُ مَآ اُوحِیَ ۲۱

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہِ الکریم

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○﴾ (العنکبوت : ۴۵)

قرآن حکیم کا اکیسواں ۲۱ پارہ "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اور اسی نام سے موسوم ہے۔ اس میں ابتداءً سورۃ العنکبوت کی بقیہ پچیس آیات ہیں، پھر سورۃ الروم، پھر سورۃ لقمان، پھر سورۃ السجدہ اور آخر میں سورۃ الاحزاب کی ابتدائی تیس آیات ہیں۔

سورۃ العنکبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم پر سن چار یا پانچ نبوی میں اُس وقت نازل ہوئی تھی جب مکّہ کی سرزمین میں اہلِ ایمان شدید مسائل سے دوچار تھے اور کُفّار و مشرکین انہیں ہر ممکن طریقے سے ستا رہے تھے۔ ان شدائد و مصائب میں اہلِ ایمان کو جو خصوصی ہدایات دی گئی ہیں وہ سورۃ العنکبوت کے اس حصے میں ہیں جو اس پارے میں شامل ہیں۔ سب سے پہلی ہدایت یہ ہے کہ : ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾ "تلاوت کیا کرو اس کی کہ جو نازل کی گئی تمہاری طرف کتابِ الٰہی اور نماز کو قائم رکھو۔ یقیناً نماز فحش، بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکنے والی ہے، اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے"۔ یعنی اس راہ میں صبر و ثبات

اور استقامت کے لئے بندۂ مومن کا اصل ہتھیار اللہ کا ذکر ہے' اسی کے ذریعے اسے وہ ہمت مل سکتی ہے جس سے وہ شدید ترین حالات میں بھی ثابت قدم رہے۔ ایک دوسری ہدایت یہ دی گئی : ﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (آیت ۴۶) یعنی اہلِ کتاب سے اگر کہیں مناظرے یا بحث کی صورت پیدا ہو تو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کرو اور بڑی ہی نرمی کے ساتھ انہیں ایمان کی دعوت دو اور اپنا دین ان کے سامنے پیش کرو۔ ایک تیسری ہدایت یہ دی گئی بلکہ راہنمائی فرمائی گئی کہ : ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ○﴾ (آیت ۵۶) "اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو' میری زمین بہت کشادہ ہے' بس تم صرف میری ہی بندگی کرو"۔ یعنی اگر مکّے کی سرزمین تم پر تنگ کر دی گئی ہے اور یہاں رہتے ہوئے تمہارے لئے خدائے واحد کی پرستش ناممکن بنا دی گئی ہے تو اس سرزمین کو چھوڑ کر تم کسی طرف ہجرت کر جاؤ' تم اللہ کی زمین کو بہت کشادہ پاؤ گے۔ یہ درحقیقت تمہید تھی ہجرتِ حبشہ کی۔

اس سورۂ مبارکہ کی آخری آیت بھی اس راہِ حق کے مسافروں اور اللہ تعالیٰ کے طالبوں کے لئے بہت ہی دل خوش کن ہے' اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑا مؤکّد وعدہ فرمایا ہے : ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (آیت ۶۹) کہ جو لوگ ہماری راہ میں محنت و کوشش' جدّوجہد اور مجاہدہ کریں گے وہ مطمئن رہیں کہ ہمارا پختہ وعدہ ہے ان کے ساتھ کہ ہم ان کے لئے اپنے راستے کھولتے چلے جائیں گے۔ اگر کسی وقت کوئی مشکل نظر آئے تو ہراساں نہ ہوں' ہمت نہ چھوڑیں' اس لئے کہ جیسا کہ فرمایا آخری پارے میں : ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○﴾ (الانشراح : ۵'۶) مشکل وقت میں اگر ثابت قدم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانیاں بھی پیدا فرما دے گا۔

سورۃ العنکبوت کے بعد قرآن مجید میں تین سورتیں اور ہیں جو سورۃ العنکبوت ہی کی طرح ﴿الٓمّٓ﴾ کے حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہیں اور ان کے مضامین

میں بڑی مشابہت ہے۔

سورۃ الروم کا آغاز ایک پیشین گوئی سے ہوتا ہے۔ مملکتِ روم اور سلطنتِ ایران کے درمیان کئی سو سال سے ایک کشمکش چلی آرہی تھی' کبھی سلطنتِ روم کا پلڑا بھاری ہو جاتا تھا اور کبھی حکومتِ ایران کا۔ اُس وقت جبکہ سورۃ العنکبوت نازل ہو رہی تھی اور مکے کی سرزمین میں مسلمانوں کو تنگ کیا جارہا تھا' صورتحال ایسی پیدا ہوئی کہ ایران کو روم پر فتح حاصل ہو گئی۔ اہلِ ایمان اپنے آپ کو رومیوں سے قریب تر سمجھتے تھے' اس لئے کہ رومی بہرحال اہل کتاب تھے اور مشرکین اپنے آپ کو ایرانیوں کے قریب سمجھتے تھے' اس لئے کہ وہ بھی مشرک تھے یعنی آتش پرست اور یہ بھی مشرک تھے یعنی اصنام پرست' اس لئے مسلمانوں کو وقتی طور پر دل شکستگی کا سامنا ہوا۔ انہیں یہ نویدِ جاں فزا دی گئی کہ اگرچہ قریب کی سرزمین میں فی الوقت روم مغلوب ہو گیا ہے: ﴿غُلِبَتِ الرُّومُ ○ فِيٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ (آیت ۲ تا ۴) "اہل روم مغلوب ہو گئے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے' چند ہی سالوں میں انہیں دوبارہ غلبہ حاصل ہو گا"۔ چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور عین اُس وقت جب بدر کی زمین پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی' رومیوں کو بھی ایرانیوں پر ایک فیصلہ کن فتح عطا فرمائی۔ سورۃ الروم کی ایک اور آیت بھی بہت قابلِ توجہ ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾ (آیت ۴۱) دنیا میں جب بھی کوئی فساد رونما ہوتا ہے' بحر و بر میں اگر فساد کا ظہور ہوتا ہے تو یہ سب انسانوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ فساد کی حوصلہ افزائی بھی نہیں فرماتا' لیکن اگر انسان غلط روی ہی کو اختیار کرلیں اور اسی پر اڑے رہیں' فطرت اور عقل سلیم کی راہ کو چھوڑ کر غلط راہ اختیار کرلیں تو اس زمین میں فساد برپا ہو جاتا ہے اور اس کا اصل سبب انسانوں کی اپنی بد اعمالیاں ہیں۔

اس کے بعد سورۂ لقمان آتی ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ بھی تمام مکی سورتوں کے مضامین سے مشابہ ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ عرب کی ایک قدیم شخصیت حضرت لقمان کا ذکر ہوا' جن کے بارے میں تقریباً اجماع ہے کہ وہ حبشی النسل تھے اور پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے' لیکن اللہ کی دین ہے کہ اللہ نے ان کو عقل اور دانائی عطا فرمائی' حکمت و دانش سے نوازا ـــــ ان کی نصیحتیں سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں نقل فرمائی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ قدر افزائی کی کہ تاقیامِ قیامت ان کا ذکر اپنے کلام پاک میں زندۂ جاوید کر دیا۔ ان کی نصیحتوں میں اوّلین یہی تھی: ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭاِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (آیت ۱۳) "اے میرے بچے' اللہ کے ساتھ شرک نہ کیجئو' اس لئے کہ شرک بہت بڑا ظلم اور بہت بڑی ناانصافی ہے"۔ حضرت لقمان کے یہ نصائح واقعتاً آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور نوجوانوں کی رہنمائی کے لئے بہت بڑا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مصحف میں سورۃ السجدہ آئی۔ یہ سورۂ مبارکہ بڑی ہی پرہیبت اور پرجلال انداز کی حامل ہے۔ شاید یہی سبب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جمعہ کے روز فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ السجدہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی تخلیقی شان کا ذکر ہوا: ﴿الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝﴾ (آیت ۷) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے' ہر چیز جو تخلیق فرمائی ہے بہترین ساخت پر تخلیق فرمائی اور انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا۔

سورۃ السجدہ کے بعد قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب ہے' اس کا جو حصہ اس پارے میں شامل ہے اس میں سب سے اہم ذکر غزوۂ احزاب کا ہے۔ یہ غزوہ سن پانچ ہجری میں واقع ہوا' اور واقعہ یہ ہے کہ اہل ایمان کے لئے شدید ترین مصائب کا دور اور شدید ترین آزمائش کا مرحلہ ہے۔ لگ بھگ بارہ ہزار کا لشکر مدینہ

منوّرہ کے گرد محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا جس میں یہودی بھی تھے' قریشِ مکّہ بھی تھے' اور قبائلِ غطفان بھی تھے۔ گویا کہ ہر چہار طرف سے کفر کی ساری قوتیں امڈ کر آگئی تھیں اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ایک چراغ ہے جو جل رہا ہے اور جھکّڑ چل رہے ہوں اسے بجھانے کے لئے۔ اُس وقت اہلِ ایمان کی آزمائش ہو گئی' چنانچہ منافقین کے دل کا روگ ان کی زبانوں پر آگیا' انہوں نے یہ الفاظ کہے ﴿مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ (آیت ۱۲) یعنی ہم سے اللہ اور اس کے رسول ؑ نے جھوٹے وعدے کئے' ہمیں سبز باغ دکھائے۔ ہم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ہمارے قدموں میں ہوں گی اور حال ہمارا یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتے۔ اس کے برعکس قول تھا اہلِ ایمان کا۔ انہوں نے کہا :
﴿هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ (آیت ۲۲) "یہی تو ہے جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ اور اس کے رسول ؑ نے اور بالکل سچ کہا تھا اللہ نے بھی اور اس کے رسول ؑ نے بھی"۔ اہلِ ایمان کی نگاہ اس تنبیہ کی طرف تھی جو ہجرت کے فوراً بعد سورۃ البقرہ میں وارد ہو چکی تھی : ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ﴾ (البقرہ: ۱۵۵) لہٰذا انہوں نے اس شدید آزمائش کو دیکھ کر فوراً کہا کہ یہی ہے کہ جس کی خبر ہمیں دی گئی تھی۔

اس سورۂ مبارکہ میں یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے : ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (آیت ۲۱) اے اہل ایمان تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت میں ایک انتہائی تابناک اور ایک انتہائی کامل نمونہ موجود ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہّرات سے گفتگو شروع ہوتی ہے' لیکن اس گفتگو کا اکثر حصہ اس سورہ کی ان آیات میں ہے کہ جو اگلے پارے میں آئیں گی۔

وآخرُ دعوانا اَنِ الحمدُ للّٰہ ربِّ العٰلمین